بخاری اور دیگر کتبِ حدیث پر

تمنؔا عمادی کے الزامات کی حقیقت

پاکستان میں ریسرچ وتحقیق کے نام سے ایک مخصوص مغرب زدہ طبقہ دشمنِ اسلام مستشرقینِ یورپ شاخت اور گولڈ تسیہر کے نقشِ قدم پر چل کر حدیث اور علوم حدیث کے خلاف تحقیق وتنقید اور فکر ونظر کی آڑ میں سازشوں میں مصروف ہے۔ ان تجدد پسندوں اور نام نہاد محققین کے گروہ میں علامہ تمنا عمادی بھی ہیں جن کا قلم ملتِ مسلمہ کے متفقہ نظریات اور مبادیٔ دین کے خلاف زہر اگلنے میں مصروف رہتا ہے۔ پچھلے چند دنوں سے علم حدیث کے امہات کتبِ صحاح ستہ (بخاری، مسلم وغیرہ) کے خلاف انکی ہرزہ سرائی اور صحاح ستہ پر تنقید کی آڑ میں سنت رسولؐ سے مسلمانوں کا اعتماد اٹھوانے کی سعی جاری ہے۔ ملتِ مسلمہ کے معتمد علیہ کتبِ حدیث (جنکی صحت وعظمت مسلمانوں کے اعتقاد میں رچ بس گئی ہے) کے خلاف توہین و دل آزاری کا یہ سلسلہ اس نام نہاد تحقیقی ادارہ کے رسائل وجرائد کے ذریعہ جاری ہے۔ جس پر حکومت کے خزانے سے لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ ہو رہے ہیں۔ ـــــ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ایک ہونہار فاضل مولانا محمد زمان ڈیروی نے اپنے اس مضمون میں عمادی صاحب کی صحاح ستہ پر تنقیدات کا فاضلانہ محاسبہ کیا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ دار العلوم کے ایک قابل فرزند کے قلم سے عصر حاضر کے ان مستغربین کی تخریبی کوششوں پر گرفت کی جارہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہم اس سلسلہ میں فضلاء دار العلوم حقانیہ کے بعض دیگر علمی نگارشات بھی شائع کر رہے ہیں۔ مولانا محمد زمان ڈیروی دار العلوم سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کے درجہ تخصص میں رہے

اور اب مدرسہ نجم المدارس کلاچی میں مدرس ہیں۔ ہمیں توقع ہے۔ کہ میدان تنقید و محاسبہ کے اس نووارد سپاہی کے مضمون میں اگر تحریر و انشاء کے لحاظ سے کچھ جھول نظر آئے تو اس سے صرف نظر کر کے مضمون کی معنویت اور افادیت کی قدر کی جائے گی۔ (ادارہ)

اگر فرصت ملی ہو غیر کی باتوں کے سننے سے
ہماری بات بھی سن لیجئے حضرات تھوڑی سی

جس طرح علماء دین نے ہر دور میں دین کی خدمت کیلئے اپنی جان و مال قربان کر کے انتھک کوششوں کا مظاہرہ کیا ہے، اسی طرح دین اور اسلام میں رخنہ انداز طبقہ نے بھی دین کے مٹانے اور الحاد و زندقہ کے پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ——— موجودہ دور میں اس سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کہ ایسے علماء دین ضرور ہیں جو دین اور اسلام کی حفاظت اور سالمیت کیلئے مخلص جذبہ کے تحت شب و روز اسی کام میں مصروف ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو اپنے ناقص علم کی آڑ میں لوگوں کو گمراہ اور دین سے ہٹانے کیلئے مختلف ذرائع سے تخریبی کوشش کر رہے ہیں ——— چنانچہ عصر حاضر کے ایک "محدث" علامہ تمنا عمادی جسکی علم الرجال میں "مہارت" کے بعض بادی النظر ہم خیال لوگ ضرور معترف ہیں۔ اپنے اس علم کے اظہار کیلئے چند مشہور رواۃ جن کی عدم معصومیت ثابت کرنے کیلئے ائمہ جرح و تعدیل نے اظہار حقیقت کے طور پر محدثانہ اصطلاحات میں جرح و تعدیل کی تھی۔ آپ نے اس محدثانہ جرح و تنقید کو خود ساختہ قواعد کے تحت عیوب سمجھ کر ان کو متہم کر دیا، جس سے غالباً ان کی غرض اصلی مسلمانوں کا کتب صحاح سے اعتماد ختم کرنا ہے۔ لیکن تاریخ ماضی کی روشنی میں یقین ہے۔ کہ موصوف تا قیامت اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے ——— چنانچہ آپ نے اپنے اس ارادہ کا اظہار ماہنامہ "فکر و نظر" بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں افکار کے عنوان کے تحت ص۲۷۱ اور ص۲۷۲ پر ذیل کے الفاظ میں کر دیا :

"مگر جب صحاح تک ہر کتاب میں ایسی حدیثیں دیکھتا ہوں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم پر حرف آتا ہو، قرآن مجید کی محفوظیت و لاریبیت پر زد آتی ہو تو میرا خون کھولنے لگتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان کتابوں کو پھاڑ کر چولہے میں جھونک دوں۔"

اور اسی صفحہ پر چند سطور کے بعد مزید گوہر افشانی فرماتے ہیں :

"صحاح ستہ وغیرہ کو صرف اہل سنت کی کتاب کہنا غلط اور ظلم ہے۔" (فکر و نظر ص۲۷۱)

اس کے بعد ص۲۷۲ پر ایک سند جسکی ابتداء حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بن المغیرۃ الخ سے

ہوتی ہے۔ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

"فرمائیے کیا یہ امام بخاری کے بعد ان کے کسی شاگرد نے نہیں لکھا۔ یا امام بخاری خود لکھ رہے ہیں۔ اس لئے اس کتاب میں کذب صریح تک بھی موجود ہے۔ اور تقریباً یہی حال صحیح مسلم کا ہے"؟

محقق موصوف نے اپنے مذکورہ بالا دعویٰ کیلئے نہ تو کوئی دلیل پیش کی اور نہ کچھ اور کہا۔ صرف یہ ارشاد فرمایا :

"امام بخاری اپنی کتاب کو تکمیل تک نہیں پہنچا سکتے تھے، مسودہ ہی چھوڑ کر راہی جنت ہو گئے وہ زمانہ اقبال کا تھا۔ شیعہ سنی کا بٹوارہ نہیں ہوا تھا۔ قدریہ، جبریہ، خارجی سب فرقے ملے جلے تھے۔ اس لئے ہر کتاب میں شیعوں کا حصہ رسدی بھی تھا۔ خارجیوں کا بھی اور قدریوں اور جبریوں کا بھی"

"پھر محدثین کے بعد انکی کتابیں مسودے کی شکل میں ان کے تلامذہ کے ہاتھوں میں آکر بھی کمی بیشی تصحیف و تحریف سے بچی نہ تھیں۔ صحیح بخاری میں کتنی حدیثیں آپکو ملیں گی۔ جن کو امام بخاری خود اپنی ذات سے روایت کر رہے ہیں۔ مثلاً باب الافک کی داستان والی لمبی حدیث کے بعد ایک مختصر سی حدیث کے بعد یعنی اس باب کی تیسری حدیث پڑھیئے۔ حدثنا ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراھیم بن المغیرۃ الجعفی الخ"

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگرچہ اسوقت بہت سے فتنے نمودار ہو چکے ہیں۔ اور بحمد اللہ علماء دین مسند درس و تدریس کے علاوہ تبلیغ تقریر و تحریر کے ذریعہ سے بھی ان کے جوابات دے رہے ہیں۔ لیکن چونکہ ہم اس وقت درجہ تخصص فی علوم الحدیث میں اسماء الرجال ہی پر کام کر رہے ہیں۔ اسلئے مناسب ہے۔ کہ مولانا موصوف کے اس غلط اتہام کا جواب دیا جائے اور مولانا کے اس کہنے سے کہ "میرا جی چاہتا ہے کہ ان کتابوں کو پھاڑ کر چولہے میں جھونک دوں" ہمارا خون بھی کھولنے لگتا ہے۔ کہ جن اوراق میں علامہ موصوف نے یہ گوہر افشانی فرمائی ہے، انہیں آگ میں جلا کر اسکی راکھ کو کسی گنگا وجمنا کی نذر کیا جاوے۔ لیکن پھر بھی انشاء اللہ تعالیٰ :

وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن	اور کہہ دے میرے بندوں کو بات وہی کہیں
ان الشیطان ینزغ بینھم ان	جو بہتر ہو شیطان جھڑپ کرواتا ہے ان میں۔
الشیطان کان للانسان عدوًا مبینا۔	بیشک شیطان انسان کا دشمن صریح ہے۔ (ترجمہ از شیخ الہند)

اور قولہ تعالیٰ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔——

ذرا ناظرین کرام بھی ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ بخاری جسکی صحت عالم اسلام میں روز روشن کی طرح عیاں و مسلّم ہے۔ اور ہر شخص کی زبان پر یہی بات ہے کہ کتاب اللہ (قرآن مجید) کے بعد

بخاری شریف ہی کا درجہ ہے۔ اور اسکی صحت پر اتنا بڑا اتفاق کیوں نہ ہو، جس کے معیارِ صحت کیلئے مصنّف موصوف نے کتنے بڑے سے بڑے اور سخت سے سخت قیودات لگائے ہیں اور اس کے لئے کتنے طویل وعریض سفر طے کئے ہیں ــــ پھر آپ نے جس اہتمام اور تقویٰ سے اس کی ترتیب و تدوین کی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ اس کی مقبولیت کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔

مصنّف کے شاگرد ابو عبداللہ محمد بن یوسف فربری فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاریؒ سے سنا کہ میں نے اپنی کتاب میں ہر حدیث کے نقل کرنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعت نفل پڑھے ہیں ــ" اور عبدالقدوس بن ہمام سے روایت ہے۔ کہ میں نے بہت سے مشائخ سے یہ بات سنی ہے۔ کہ بخاریؒ نے اپنی کتاب کے تراجم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک اور منبر کے درمیان لکھے ہیں۔ امامؒ کا معمول تھا کہ ہر ترجمۃ الباب کیلئے دو رکعت نفل پڑھا کرتے۔ اب آپ انصاف سے فرما دیں کہ "علامہ" موصوف کے اس کہنے کہ "صحیح بخاری میں کذب صریح تک موجود ہے" کی مثال ایسی ہے کہ روزِ روشن کو رات کہا جائے ــــ شیخ سعدیؒ نے خوب فرمایا :

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بہر حال ہمیں بخاری کی صحت سے کوئی کلام نہیں کہ اس حقیقت سے ہر باخبر اور ذی علم واقف ہے۔ تاہم صحیح بخاری کی عظمت و صحت کے بارہ میں چند اقوال پیش کرنا مناسب ہے ــــ چنانچہ حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی المتوفی ۵۰۷ھ اپنی کتاب شروط الائمۃ الستۃ میں فرماتے ہیں :

فاعلم ان شرط البخاری ومسلم ان یخرج	جاننا چاہئے کہ بخاری اور مسلم کی شرط یہ ہے
الحدیث المتفق علی ثقۃ نقلتہ الی	کہ وہ اپنی کتاب میں ایسی احادیث نقل کریں
الصحابی المشھور من غیر اختلاف	گے جن پر سب ثقہ لوگوں کا اتفاق ہو اور
بین الثقات الاثبات ویکون اسنادہ	اسکی سند بالکل متصل ہو یعنی درمیان میں
متصلا غیر مقطوع ۔ الخ	کوئی راوی ساقط نہ ہوا ہو۔

(شروط الائمۃ الستۃ صلا)

علامہ ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ مقدمہ فتح الباری میں رقمطراز ہیں :

وقال ابو احمد بن عدی سمعت	ابو احمد بن عدی فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن
الحسن بن الحسین البزاز یقول	الحسین سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے
سمعت ابراھیم بن معقل النسفی یقول	ابراہیم بن معقل سے سنا آپ نے فرمایا

سمعت البخاری یقول ما ادخلت فی کتابی الجامع الا ما صح و ترکت من الصحیح حتی لا یطول۔ (مقدمہ فتح الباریؒ)

کہ میں نے امام بخاریؒ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی کتاب (صحیح بخاری) میں صرف صحیح احادیث نقل کئے اور بہت سے صحیح احادیث کتاب کے طویل ہونے کے خطرے سے چھوڑ دئے۔

اسی طرح ص۴۹۰ پر لمبی سند نقل کر کے لکھتے ہیں:

سمعت ابا زید المروزی یقول کنت نائما بین الرکن والمقام فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال لی یا ابا زید متی تدرس کتاب الشافعی ولا تدرس کتابی فقلت یا رسول اللہ وما کتابک قال جامع محمد بن اسمٰعیل۔

فرماتے ہیں کہ میں نے ابو زید مروزی سے سنا وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان سویا ہوا تھا۔ کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا آپ فرما رہے تھے کہ اے ابو زید آپ کب تک امام شافعیؒ کی کتاب پڑھاتے رہیں گے اور میری کتاب نہیں پڑھاتے ہیں نے عرض کیا حضورؐ آپ کی کتاب کونسی ہے۔ جواباً فرمایا کہ میری کتاب امام بخاریؒ کی جامع (یعنی صحیح البخاری) ہے۔

اسی مذکورہ صفحہ پر ذکر کرتے ہیں:

قال عمر بن محمد البجیری سمعت محمد بن اسمٰعیل یقول صنفت کتابی الجامع فی المسجد الحرام وما ادخلت فیہ حدیثا حتی استخرت اللہ تعالیٰ وصلیت رکعتین و تیقنت صحتہ۔

عمر بن محمد البجیری فرماتے ہیں۔ کہ میں نے امام بخاریؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی جامع کی تصنیف مسجد حرام میں کی ہے۔ اور میں نے اس میں کوئی حدیث نہیں لکھی۔ مگر لکھنے سے پہلے میں نے استخارہ کیا اور دو رکعت نفل پڑھے اور مجھے اس کی صحت کا یقین ہو گیا۔

اسی طرح حافظ ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن الشہر زوری المتوفی ۶۴۳ھ مقدمہ ابن الصلاح ص۸ اور علامہ ابن حجر مقدمہ فتح الباری ص۸ پر نقل کرتے ہیں:

وکتابہما اصح الکتب بعد کتاب اللہ العزیز

امام بخاریؒ اور مسلمؒ کی کتابیں کتاب اللہ (قرآن مجید) کے بعد سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

اسی طرح علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ اپنی کتاب اختصار علوم الحدیث میں فرماتے ہیں:

فہما اصح کتب الحدیث والبخاری ارجح لانہ

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ کہ صحیح بخاری اور مسلم

اشترط فی اخراجہ الحدیث فی کتابہ هذا ان یکون الراوی قد عاصر شیخہ وثبت عندہ سماعہ منہ۔ (اختصار علوم الحدیث ص۲)

کتب حدیث میں اصح ہیں۔ البتہ بخاری کا درجہ زیادہ راجح ہے۔ اس لئے کہ آپ نے اپنی کتاب میں حدیث ذکر کرنے کیلئے یہ شرط لگائی ہے۔ کہ اس راوی کی معاصرت شیخ سے ثابت ہو اور اس سے سماع بھی کیا ہو۔

ان کے علاوہ محمد بن اسمٰعیل الصنعانی متوفی ۱۱۸۲ھ توضیح الافکار ص۴۲ ج۱ پر ذکر کرتے ہیں:

قال زین الدین وعلی کل حال کتاباهما اصح کتب الحدیث۔

زین الدین عراقی فرماتے ہیں۔ کہ بہرحال (چاہے بخاری اصح ہو یا مسلم) یہ دونوں کتابیں احادیث میں سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

فقد اتفق الکل علی انهما اصح الکتب۔

یعنی جمہور علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ کتب حدیث میں یہ دو کتابیں زیادہ صحیح ہیں۔

اسی طرح علامہ سید قاسم الاندجانی اپنی کتاب المصباح پر رقمطراز ہیں:

واتفقت الامۃ الاسلامیۃ علی ان اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری وصحیح مسلم۔ (المصباح ص۳)

اور پوری امت اسلامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ (قرآن مجید) کے بعد سب سے زیادہ صحیح بخاری شریف اور مسلم ہے۔

اسی طرح علامہ کرمانیؒ شرح بخاری ص۳ پر فرماتے ہیں:

هو اصح الکتب المؤلفۃ فیہ علی الاطلاق والمقبول علیہ بالقبول من ائمۃ الآفاق۔

فن حدیث میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری تصنیف کی گئی ہے اور اسکو آفاق کے ائمہ کی مقبولیت عامہ کا شرف حاصل ہے۔

اکابر و اساطین ملت کے مذکورہ بالا اقوال و دلائل آپ کے سامنے ہیں۔ ان سے صحیح بخاری کی صحت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کتاب کہیں اسکی صحت میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ اور بعض دلائل تو اس میں نص صریح ہیں۔ کہ اسکی صحت پر امت کا اجماع ہے۔

(باقی آئندہ)